سالارِ عشق

ترجمہ

مثنوی اسرارِ عشق

مصنف

سید ظفر حسن عبرت رضوی الہ آبادیؒ

بحکم

سید احمد حسن قادری

مترجم

مفتی محمد اسد بلال الحسینی

مثنوی اسرارِ عشق

مصنفہ ---------------------------- حضرت سید ظفر حسن عبرت رضوی الہٰ آبادی
بحکم ---------------------------- سید الشیخ احمد حسن القادری
مترجم ---------------------------- عبد المصطفیٰ محمد اسد بلال قادری الحسینی
کمپوزنگ و ڈیزائننگ ---------------------------- محمد ثقلین سرور

فہرست

در حمدِ باری تعالیٰ عزاسمہ 1

بلند بارگاہِ مقدسہ معزز نام والے کی حمد وثناء کے بیان میں 1

در نعتِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم 4

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے بیان میں 4

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات 6

حاجات کو پورا فرمانے والے کی بارگاہِ عالی جناب میں التجائوں کے بیان میں 6

در مدحِ مرشدِ خود 8

اپنے مرشدِ کریم کی مدحت میں بیان 8

نصیحت بہ ترکِ نمودنِ دنیا 14

تارکِ دنیا ہونے کی نصیحت کے بیان میں 14

بیان شورشِ اضطرابِ عشق 16

اضطرابِ عشق کے فتنہ بپا کرنے کے بیان میں 16

در بیانِ عشق 20

عشق کے بیان میں 20

بیانِ اقسامِ عشق 23

عشق کی قسموں کے بیان میں 23

در بیانِ عشقِ عالم مثال 26

عالمِ امثال کے عشق کے بیان میں 26

بیانِ عشقِ عالمِ روح 29

عالمِ روح کے عشق کے بیان میں 29

در بیانِ عشقِ عالمِ معنٰی 32

عالمِ معنٰی کے عشق کے بیان میں 32

معاونت خواستن از مرشدِ خود 35
اپنے مرشدِ کریم سے مدد مانگنے کے بیان میں 35
دربیانِ عشقِ جمع الجمع 36
عشقِ جمع الجمع کے بیان میں 36
دربیانِ عشقِ عالَمِ اطلاق 38
عالمِ اطلاق کے عشق کے بیان میں 38
تفہیم مسئلہ وحدت الوجود 41
مسئلۂ وحدت الوجود کا سمجھنا اور سمجھانا 41
دل چہ باشد؟ 47
دل کیا ہوتا ہے؟ 47
سوالے از عارفیکہ بہ ہوا معلق بود 52
ایک عارفِ حق سے سوال جو کہ ہوا میں معلق تھا 52
مقابلہ عشق با عقل 54
عشق کا عقل کیساتھ مقابلہ 54
حکایت 55
کسی دوریش کا ایک قصہ 55
حکایت 58
ایک درویش کا واقعہ 58

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در حمدِ باری تعالیٰ عزاسمہ

بلند بارگاہِ مقدسہ معزز نام والے کی حمد وثناء کے بیان میں

اے بتِ پردئہِ نشین وخوش جمال حمد می زیبد ترا در جمال

اے حسین وجمیل پردئہ نشین کے معشوقِ حقیقی ہر حال میں تیری ہی حمد کرنا خوبصورت لگتا ہے

آفریدی از ھیولائے قِدم اشك وآہ واضطراب وسوز وغم

ہر عدم کو وجود میں لانے والے اشک، آہ، بے قراری، سوز وگداز اور غم پیدا فرمانے والے

بادئہِ عشقِ حجاب سرمدی در خم بزم تعین ریختی

عشقِ پنہا کے حجاب کا بھرا ہوا جام بزم تعین کے گھڑے میں تونے ڈال دی

گلستاں را شعلھا کردی نصیب برقِ پیچدی بآہِ عندلیب

گلستاں کے مقدر میں جلنا لکھ دیا بلبل کی خاموش بجلی کی آہ وبکا کی صورت میں

جوئے خون بکشادی از چشم یقین آتشے پوشیدی در جان حزین

چشمِ حقیقت سے تونے خونِ عشاق کی نہر جاری کردی عشق میں مست جان کو آگ کی لپٹ دے دی

دادئہ کیفیت برقی بدل کردئہ تارِ نفس در آبِ وگلِ

تونے دل میں عشق کی کیفیت پیدا کردی سانس کی مالا کو تونے پانی اور مٹی کے درمیان ملا دیا

عالمے از اشتیاق روح تاب ھمچون ذرہ نورِ اضطراب

روشنی بکھیرنے والی روح کے اشتیاق سے جہاں اضطراب کے پیچ وتاب میں ذرہ کی طرح ہے

در وفور آز او باسوز و درد دارم از شوق لقایت صد نورد

درد و سوز کی کثرت میں تیری ملاقات کے شوق میں کئی روپ بدلتا ہوں

از فراقت گشته ام تارِ رُباب چشمِ خون بارد همانا چوں سحاب

تیرے فراق میں رُباب ساز کی تار بن گیا ہوں بادل کی طرح آنکھوں سے خون برساتا ہوں

خون فشاند خون فشاند چشمِ بند در هوائے گیسوئے مشکین پرند

بند آنکھ جب بھی گراتی ہے بس خون ہی گراتی ہے گیسوؤں پر سیاہ چادر کی خوشبو کی ہوا میں

بے تو جانم در یم کلفت غریق روحم اندر کورۂ نارِ حریق

تیرے بغیر میری جان مشکلات کی تاریکیوں میں ہے اور میری روح آتشِ سوزاں کی بھٹی میں ہے

بے تو عقلم پائے بند انتشار بے تو فهم در کمند اضطرار تیرے

تیرے بغیر میری عقل بے وقوفی بڑھانے والی ہے تیرے بغیر میرا فہم پریشانی کی کمند میں ہے

رحم کن بر منِ بت خانه خراب دور کن از چهرۂ زیبا نقاب

مجھ خراب حال، برباد جسم پر رحمت فرمائیے اپنے حسنِ زیبا چہرہ سے پردہ اٹھائیے

تابکے داری مرا از خویش دور تابکے باشی زِ روئے من نفور

تم مجھے خود سے کب تک دور رکھو گے کب تک میں اپنے ناقابل دید چہرہ سے متنفر رہوں گا

تابکے نوشم مئے جام الم تابکے باشم قتیلِ تیغِ غم

میں کب تک غم واندہ کا جام نوش کرتا رہوں گا کب تک میں غمگین تلوار کا مقتول رہوں گا

تابکے سازی تعین را حجاب تابکے داری بجانم التهاب

کب تک مجھے خود کو چھپائے رکھو گے کب تک مجھے آتش سوزاں میں ڈالے رکھو گے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

در نعتِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے بیان میں

السلام اے قبلۂ توحیدِ رب السلام اے کعبۂ تمجیدِ رب

السلام اے میرے پروردگار کی توحید کے محور وقبلہ السلام اے میرے رب تعالیٰ کی عظمت وبلندی مرکز وماویٰ

السلام اے مظہرِ ربِ غفور السلام اے شافع یوم النشور

السلام اے میرے رب پاک کی بخشش کی پہچان کرانے والے السلام اے روزِ قیامت کے شفیع

السلام اے غایتِ روح نبیل السلام اے آیتِ صحفِ جلیل

السلام اے مقصود ومطلوب روحِ اعلیٰ السلام اے میرے پروردگار کے نازل کردہ صحائف کی عظیم یادگار

السلام اے منبعِ روحانیان السلام اے مرجعِ شوریدگان

السلام اے منبعِ روحانیاں السلام سے مرجعِ عاشقاں

السلام اے مبدءِ دنیا ودین السلام اے مہبطِ روح الامین

السلام اے دین ودنیا کی ابتداء السلام منزلِ روح الامین

ذاتِ پاکت ہادیِ ہر دوسرا ماحیِ شرعِ غرانیق العلیٰ

السلام اے ہادیِ کونین السلام اے شرک وبدعت کی ماحی

کرد اظہرتُ الربوبیت رقم درخطِ آغاز ذات محترم

اللہ رب العزت کے فرمان مقدس اظہرت الربوبیہ کو میں نے زینتِ قرطاس کر دیا اس کی ابتداء میں وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

یارسول اللہ! بیفگن یک نظر سوئے ایں افسردہ دلِ خستہ جگر
یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اس زخمی جگر افسرہ دل پر ایک نظر کرم فرمایئے

در شباک عنصری زار آمدم از ھجومِ بیکسی خوار آمدم
میں جسمِ انسانی کی قید میں کمزور ہو گیاہوں بیکسی کی شدت کی وجہ سے میں ذلیل ہو گیاہوں

وارھان از ورطہءآفاتِ نفس دور دار از دستِ تلبیساتِ نفس
نفس کے بھنوروں سے کئی بار ہار چکاہوں مجھے نفس کے مکروفریب کے ہاتھ سے دور رکھیے

سربلندی دِہ باوجِ بامِ عشق تابہ بوسم دامنِ اسلام عشق
میرے عشق کی سرفرازی کو مزید عروج عطافرمایئے تاکہ میں کامل العشق ہستی کے دامنِ اقدس کو بوسہ دوں

در دل افگن شعلہءجذبِ الہ تابہ سوزم خانمان خود بآہ
میرے دل میں میرے پروردگار کی دیوانہ وار محبت ڈال دیجئے تاکہ میں اپنی ہستی کو آہ وزار کے ساتھ جلادوں

ایھا الساقی! بدہ جامِ شراب کن مرا از دستِ ناز خود خراب
اے ساقی! مجھے بھی معرفتِ الٰہیہ کا شراب پلا مجھے اپنے دستِ ناز سے بے حال کر دے

اضطرابِ جوش الفت در رسید روح را امروز منظورست دید
آج میرا جوشِ محبت اضطراب میں ہے لگتاہے کہ آج محبوب کے دیدار کادن آگیاہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مناجات بدر گاہِ قاضی الحاجات
حاجات کو پورا فرمانے والے کی بار گاہِ عالی جناب میں التجائوں کے بیان میں

بادشاھا! ھستیِ تو دائم است ھستیم باھستی تو قائم است
اے میرے بادشاہ! تیری ذات اقدس ابدی ہے ہم بھی تیری ہستی کے ساتھ قائم ہیں

اے رحیمی رحم کن بر کن بر حالِ من کن انیس القلب فی شجن الزمن
اے رحمت فرمانے والے! میرے حال پہ بھی رحمت و مہربانی فرما مصائبِ زمانہ میں میرا دل مطمئن اور پر سکون فرمادے

از فروغ نیّر اسرار ھا نورِ معنیٰ کن بشخصِ دل عطا
انوارِ اسرار کی روشنی سے میرے دل کو منور فرمادے

شورش نبضم بافزا از جنون تافشارد نشترت دریائے خون
جنونِ عشق سے میری نبض کی رفتار بڑھتی جارہی ہے اپنے دریائے رحمت سے کچھ قطرے اس پر چھڑکیے کہیں میں دریائے خون کا کنارہ نہ ہو جاؤں

درد خواھم درد خواھم دردِوفاق طال شوقی زادھمتی فی الفراق
میں دن بدن بڑھنے والا درد چاہتا ہوں درد چاہتا ہوں فراق میں رہتے ہوئے اب میری ہمت بھی بڑھ چکی ہے اور شوق زیادہ ہو چکا ہے

نغمہءصوتِ حقیقت ساز دہ دل فگاراں را پر پرا وز دہ
حقیقت بیان کرنے والی درد و سوز والی آواز عطا فرما جس کی وجہ سے زخمی دل اور زیادہ مغموم ہو جائے

آرزو دارم کہ از شوقِ اتم تیغِ نازت در درونِ دل کشم

میں کامل شوق کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ تیرے ناز و انداز کی تلوار میرے بھی دل میں گھات کرے گی

من نمی خواہم زِ چیزِ دگر جز دلِ محزون کہ خیزد زو شرر

میں تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کرتا بس یہی التجا ہے کہ میرا دل عشق کی وہ بھٹی کر دے جس میں سے ہر وقت آتشِ سوزاں کی چنگاریاں اٹھتی رہتی ہیں

خاکسارم خاکسارم خاکسار از فراقِ جان گدازت بے قرار

میں خاکسار ہوں میں خاکسار ہوں میں خاکسار ہوں میری جان تیرے فراق میں بے قراری کی وجہ سے پگھل رہی ہے

بلبلِ زارم فغانہا می کنم آتشے در خرمنِ سینہ زنم

میں بلبل کی طرح کئی قسم کے انداز سے آہ و بکا کرتا ہوں ایک آتشِ سوزاں میرے سینے میں جلانے کیلئے بھڑکتی رہتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

در مدحِ مرشدِ خود
اپنے مرشدِ کریم کی مدحت میں بیان

اے دلِ مسترشد راہِ خدا رَو بسوئے در گہ نور الھدیٰ

اے میرے دل! راہِ خدا کے طلبگار! تو اس طرف جا! جہاں پر ہدایت کا نور جلوہ فرما ہے

آنکہ روحش در علوئے مرتبت از سوادِ عارفان ظرفے نہ بست

وہ جن کی روحِ پاک مراتب کی بلندیوں پر فائز ہے اور جماعتِ عارفین میں سے میں کوئی بھی ان کی مثل نہیں ہے

آنکہ علمّنا ز ذاتِ حق شنید بر رواقِ مِن لَدُنّا در رسید

وہ جن سے ہم نے علمّنا کی تعلیم سنی اور جو مِن لدنا کی بلندی پر تشریف فرما ہیں

آنکہ از لطفِ کمالِ باطنی بر ھوائے نفس دارد داروی

وہ جن کے کمالِ باطنی کی وجہ سے تو خواہشاتِ نفسانی کا کامل علاج کر سکتا ہے

آنکہ دستِ من بدستِ خود نہاد رمزِ کنزاً فوق ایدیھم کشاد

وہ جن کے دستِ حق میں میرا ہاتھ ہے جن پر کنزاً مخفیاً کا راز کھلا ہے

در جہادِ نفس مارا حکم کرد از توجہہ داد طغیانی درد

وہ جنہوں نے ہمیں جہادِ نفس کا حکم فرمایا وہ جنہوں نے ہمیں درد و سوز کا ایک طوفان عطا فرمایا

از لطائف یافتم قرب و حضور نور گشتم نور گشتم نور نور

وہ جن کے لطائف سے میں نے قرب و حضور حاصل کیے جس کے بعد میں نور، نور، نور نور ہی ہو گیا

از جلی وخفی روح فزود گلشنِ انوار ایزدوانمود

ذکرِ روحی و خفی سے روح پرواز کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے انوار کا گلشن پررونق ہوتا ہے

طورِ معنیٰ درو جودم قائم است ہستیم باذات ایزددائم

کوہِ طور کی حقیقت میرے وجود میں قائم ہے میں دائمی مع اللہ ہوں

اے رقیبان سر ابستان دید گشت اکنون یومنا یوم الحدید

اے باغبانوں! غور سے دیکھو آج کا دن ہمارا یومِ حدید ہے

کارِ ما از جوشش عشق ابتر است کین فراقِ یار موتِ احمر است

ہمارے مَن کی دنیا اس کے عشق میں اجڑ چکی ہے کیونکہ محبوب کا فراق موتِ احمر ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

در بیانِ انتخابِ مرشدِ کامل وتشویق ودر طلبِ علم تصوف کہ عارج معارج عالَمِ انسانی ست

مرشدِ کامل کو منتخب کرنے اور عالم انسانی کی معراج اور مقام بتلانے والے علمِ تصوف کی طلب میں شوق دلانے کے بیان میں

ابجد عشق است سوزاں تر زِ ناز سالکا! پیرِ طریقت را بیار

عشق ابجد ہے اور آگِ سوزاں سے زیادہ جلانے والا ہے اے سالک! شیخِ طریقت کو تلاش کر

او بیاموز ترا روحی سبق تا بری از عارفاں قصب السبق

وہ تجھے روحانی اسباق سکھائے تاکہ تو معرفت میں کاملین سے سبقت لے جائے

از کثافت پاک سازد همچوں ما در وجودت آورد نورِ خدا

وہ تمہیں ہماری طرح کثافت (بدبختی، میل کچیل) سے پاک فرمائے گا اور تیرے وجود نورِ خدا داخل کردے گا

انتزاع معنیٰ جسمی کند در حریم ذاتِ مطلق آورد

حقیقتِ جسم کو جڑ سے اکھیڑے گا اور تیرے وجود میں جلوۂ ذاتِ حق کا نور لائے گا

اندر اینجا محوِ ذاتِ خود شوی سیّما از امتیازِ خودروی

اس مقام پر تو اپنی ذات میں محو ہو جا تو بالخصوص اپنے امتیاز سے باہر نکل

برزخ کبریٰ بہ بینی خویش را میزنی پا عقل دور اندیش را

خود برزخِ کبریٰ دیکھ دور اندیشی کو بیدار کر تارہ

اے برادر! در رہِ عشقِ خدا گر همی خواهی کس راهنما

اے بھائی! اگر تو راہِ خدا کے عشق میں کوئی راہنما چاہتا ہے

علم خواں! از اوستاذِ عاشقی در طریقت تاشوی چوں مولوی

عشق میں ڈوبے استاذ سے علم حاصل کر تا کہ تو طریقت میں مولانا روم کی مثل ہو جائے

علم بنماید کمالاتِ ذوات علم بکشاید رہ و رسمِ صفات

علم کمالاتِ ذاتیہ ظاہر کرتا ہے علم صفات راہ و رسم واضح کرتا ہے

علم آموز و طریقِ عاشقی علم فروزد چراغِ بیخودی

علم اور طریقِ عاشقی سیکھ علم بیخودی کے چراغ کو روشن کرتا ہے

علم اوہامِ خیالی بر کند علم اصنامِ سفالی بشکند

علم خیالی وہموں کو دور بھگاتا ہے علم ذلیل بتوں کو تہس نہس کرتا ہے

دل منور کن زِ مصباحِ علوم پاک شو از خویش در جھل و ظلوم

علم کے چراغوں سے دل روشن کر ظلم اور جہالت کے اندھیروں سے دور ہو جا

علم بھتر آنکہ رھبر باشدت نورِ ذاتش شمع بینش بخشدت

علم وہ بہتر ہے جو تیری راہنمائی کرے ذاتِ اقدس کی شمع دیکھنا تجھے عطا کرے

علم آن بنمائدت راہِ خدا علم آن افزائدت روح ولا

علم وہی ہے جو تجھے راہِ خدا پر چلائے علم وہی ہے جو تیری روحانی کو چار چاند لگائے

گفت پیغمبر بتا کیدا کید اطلبوا العلم ولو کان بعید

حضور اقدس جانم وروحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے علم کو طلب کرنے کے بارے میں تاکید کا حق ادا فرمادیا کہ علم کیلئے دور جا کر بھی علم کی پیاس بجھائی جائے

ذاتِ علم افضل بود از کائنات یافته تکوینِ عالم زو ثبات

علمِ ذاتی پوری کائنات سے افضل ہے اسی سے ہی کائنات کا ثبات ہے (اسی سے دنیا قائم ہے)

عرش کرسی وزمین وآسمان آب وخاك وبادونار وانس وجان

عرش، کرسی، زمین، آسمان، پانی، مٹی، ہوا آگ، انسان اور جن

هوش دار اے مخزنِ علمِ یقین! خیز ومی گو لا احب الآفلین

اے علمِ یقین کے مخزن ہوش میں آ اور کہہ! میں میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا

اے پسر! علمیتِ علم عاشقی باقی مملو از شیونِ ابلهی

اے پیارے بیٹے! علم علمِ عاشقی ہی ہے باقی توسب بے وقوفوں کی غلطیوں سے بھرا ہوا ہے

عالم باشد نورِ عینِ تو بذات علم باشد کامده از وے صفات

عالم وہ ہوتا ہے جو بالذات تیرے نور کا عین ہو علم وہی کارآمد ہے جس سے صفات کا ظہور ہو

حسنِ معلومت چو آید در نظر چینی از نخلِ مرادِ خوش ثمر

جب تیری معلومات کا حسن تجھے دکھائی دے گا اپنی ہریالی مراد سے میوے پائے گا

ذاتِ حق بر طبقِ علمِ عالمان میشود ظاهر زِ انظارِ جهان

علماء کے علم کے طبق پر ذات حق کا جلوہ کائنات کی خوبصورتیوں سے ظاہر ہوتا ہے

گر به بینی ذاتِ او بهتر بود ورنه علمِ تو حجابِ اکبر بود

اگر تو اس کی ذات اقدس کا دیدار کرلے تو اچھا ہے ورنہ چلا جا! تیرا علم حجابِ اکبر ہے

قیل وقالِ ایں جهاں را وا گزار جهد بر نفی وجود خویش دار

اس دنیا کے قیل وقال کو چھوڑ اپنے وجود کی نفی پر کوشش کرتا رہ

هین نقوشِ کونیہ از دل خراش همچو لوح آئینہ شفاف باش

جلدی کر! دلِ خراش سے اپنی ہستی کے نقوش کو آئینہ تختی کی طرح صاف کر دے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نصیحت بہ ترکِ نمودنِ دنیا
تارکِ دنیا ہونے کی نصیحت کے بیان میں

ترک کلی کن زِ دنیائے دنی از خطوطِ نفس و مقصودِ ولی
تو مکمل طور پر کمینی دنیا، نفس کی اتباع اور دلی ارادوں کو چھوڑ دے

خانمانِ خویش را برباد کن خانہءِ دل ازِ خدا آباد کن
اپنے ظاہری بھر کو برباد کر دے دل کے گھر کو یادِ الٰہی سے آباد کر لے

گر همی داری خیالِ پائیدار گیر راہِ عاشقی را استوار
اگر تیرا خیال پائیدار ہے تو استقامت کے ساتھ راہِ عشق پر چل پڑ

گر همی خواهی ترقی کمال رو! نشین در حجرئہ گیرائے مال
اگر تو با کمال ترقی چاہتا ہے تو حال کو کامل کرنے والے حجرے میں خلوت نشین ہو جا

ترك دہِ دنیائے دون و مبتذل بگزر از مکر و فریبِ محتمل
دھوکے باز اور کمینی دنیا سے دور ہو جا اور احتمال والے مکر و فریب سے کنارہ کش ہو جا

چیست دنیا؟ منزلِ حسرت فزائے چیست دنیا؟ محفل حیرت نمائے
دنیا کیا ہے؟ حسرتوں کو بڑھانے والی ہے دنیا کیا ہے؟ حیرت نما محفل ہے

چیست دنیا؟ کهنہ زائے جلفریز چیست دنیا؟ بیوفاؤ بد تمیز
دنیا کیا ہے؟ بد نما پرانی بیماری ہے دنیا کیا ہے؟ بے وفا اور بد تمیز ہے

چیست دنیا؟ مرقدِ دیوانگان چیست دنیا؟ مرجع بیگانگان

دنیا کیا ہے؟ پاگلوں کا مرقد ہے دنیا کیا ہے؟ بیگانوں کی رہائش گاہ ہے

صورتش ممسوخ وزشت وخوار وزار جمع بروے کرگسانِ جیفہ خوار

دنیا کی صورت مسخ کی ہوئی، بدصورت ذلیل وخوار ہے اس کو جمع کرنے والے مردار کھانے والے بھیڑیے ہیں

ہوش دار! اے رہروِ راہِ نجا زین عجوزِ راہزن رو منقلا

ہوش میں آ! اے راہِ نجات کے راہی اس بوڑھی راہزن کو مات دے

می نماید این عجوزِ کہنہ سال خوشتن را مظہرِ حسن وجمال

یہ بدنما بوڑھی خستہ حال خود کو حسین وجمیل ظاہر کرتی ہے

زینہار! اے مردِ عاقل زینہار! ارض برف است این مجوئے جا قرار

اے عقلمند مرد ہوشیار رہ! ہوشیار رہ یہ زمین برف کی ہے اس جگہ رہائش تلاش مت کر

چون برآید آفتابِ خاوری برف بگذارد بجسمِ ابیضی

جب مشرق سے سورج بلند ہوتا ہے تو برف اپنے سفید جسم کے ساتھ پگھلنا شروع ہو جاتی ہے

می شود آب وشتابد سوئے یم میروی باوے ہمانا در عدم

وہ فوراً پانی بن جاتا ہے اور ہماری طرف دوڑنا شروع ہو جاتا ہے تو اس میں مگن رہنے کی وجہ سے پستی عدم کی طرف جا رہا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیان شورشِ اضطرابِ عشق
اضطرابِ عشق کے فتنہ بپا کرنے کے بیان میں

مرحبا !اے ساقی سیمین بدن دستِ نازت موجۂ نہرِ لبن
مرحبا!اے میرے محبوب ساقی تیرے دستِ ناز میں جو مست والست کے جام ہیں ان کی طرف ہماری نظریں جمی ہوئی ہیں

چارہ ساز این دلِ مجروح شو بذل واحسان میکن وممدوح شو
اے میرے محبوب!تو میرے اس مجروح(زخمی)دل کا چارہ ساز ہو جا اس پر لطف واحسان کا اتنامینہ برسا کہ ہم تیری مدح وتوصیف میں ہمہ تن مشغول ہو جائیں

بہرِ تسکینِ دلِ پر دردِ ما ساغرِ صہبائے گلگو کن عطا
ہمارے درد بھرے دل کی تسکین کیلئے ایک پیالہ ہمیں بھی عنائیت فرما

سر دمہر یہا نمی زیبد ترا زانکہ باشم از ازل بر تو فدا
خالی ہاتھ واپس بھیجنا تیرا کام نہیں کیونکہ میں تو ازل سے تجھ پر مر مٹ رہا ہوں

مست ومدہوشِ تجلیات شدم درکمین گاہ جنوںہا میرسم
میں تیرے انوار کی تجلیات میں مست وبے خود ہوں تیرے انوار مجھ پر چپکے سے کئی بھی حملہ کر چکے ہیں

دامنِ دل از جنون شد تار تار از شگاف سینہ می جوشد شرار
تیرے دیدار کے جنون نے مجھے تار تار کر دیا ہے تیرے عشق کی چنگاریاں میرے سینے سے باہر نکل رہی ہیں

شہسوارِ عقل را ہیچے میکنم طرئہِ دیوانگی بر سر زنم
عقلمندوں کی میں پیچھے چھوڑے جا رہا ہوں میں تیری دیوانگی میں سر کے بالوں پر طرہ بنا رہا ہوں

عالمم در مذہبِ دیوانگی دارم از طریقِ جنون فرزانگی
مذہبِ دیوانگی میں میرا عالم یہ ہے کہ راہِ جنون کے بھی ہوش اڑا رہا ہوں

گیسوئے مشکین لیلائے ازل کرد شامِ زندیگیم پر خلل
ازلی لیلیٰ کے خوشبو بکھیرنے والے گیسوؤں نے میری شامِ زیست خطرے میں ڈال دی ہے

از وجودم مائہِ دانش ربود حرفِ حکمت از کتاب دل زِدود
میرے وجود سے عقلمندی کا سرمایہ جاتا رہا دل کی کتاب سے حکمت کی باتیں بھی بھول گئیں

شب پرستم در خمارستانِ غم جام صہبائے جنونہا میکشم
ہجر کے غم میں پڑے ہوئے رات گزر جاتی ہے تجھ پر دیوانہ وارگیوں میں کئی بار جام پی چکا ہوں

نوحہءبلبل رواج زر گرفت آتشِ سوزان بعالم در گرفت
بلبل کی دلکش آواز نے جنون کے رواج کو ختم کر دیا آتشِ سوزاں نے دنیا کو گرفت میں لے لیا

از گدازِ سینہ شمعے یافتم در سوادِ جسمِ ناجی تافتم
میں نے سینے کے گداز سے ایک شمع پائی جس کو میں نے جسم کی تاریکی میں روشن کیا

نوبہارِ کائناتِ لاالہ درحریم کعبہءدل کرد راہ
لاالہ کی کائناتِ نوبہار نے دل کے قبلہ کی دیوار میں راہ بنالی

ازحضورِ قلب مشغولم بکار زانکہ تجزیبِ محبت کرد یار
میں حضورِ قلب سے اپنے کام میں مشغول ہوں محبوب کو یاد کر کے محبوب میں فنا ہونے کی کوشش کر رہا ہوں

خار صحرائے حزینم مژدہ باد پائے رہ پیما بمیدانت فتاد

صحرائے عشق کے کانٹے میرے پاؤں کو تکلیف پہنچا رہے ہیں مبارک ہو کہ اب میں اس راہ سے واپس پلٹنے والا نہیں ہوں

رقصِ مستیہا دھم ایقان را میکشم در بتکدہ ایمان را

میں یقین کو بے خودی کا رقص دے رہا ہوں میں بت کدے میں ایمان کو مئے پلا رہا ہوں

قصہءِ جانبازی روح ولا باز خوان امروز تاریخ الصبا

محبوب کی محبت میں فنا ہونے والی روح کا قصہ آج پھر صبح سویرے پڑھ

نحن اقرب گوید و دیدار نیست آشنائے صورتش انظار نیست

وہ نحنُ اقربُ فرماتا ہے دیدار نہیں ہے اس کی صورت کے آشنا ہیں مگر پہچاننے والی نگاہیں نہیں ہیں

بے نوایانہ بدر گاہِ صنم آمدم من آمدم من آمدم

میں محبوب کی بار گاہِ نیاز میں فقیر و بے طلب آگیا ہوں ہاں آگیا ہوں ہاں آگیا ہوں

مستمندم مستمندم مستمند بند بندم بندئہ بند بند

میں حاجب مند ہوں ہاں حاجت مند ہوں ہاں حاجت مند ہوں میں محبوب کے گیسوؤں میں جکڑا ہوا، ہاتھ پاؤں بندھا ہوا قیدی ہوں ہاں قیدی ہوں

زارزارم زار زارم زار زار تا ابد از عشق رخسارش نزار

میں روئے جا رہا ہوں ہاں روئے جا رہا ہوں ہا روئے جا رہا ہوں جب تک محبوب کے رخسار پر جان فدا کر تا رہوں گا

ساحل دریائے سیمابی شدم سیلی امواجِ بیتابی شدم

میں دریائے عشق کا کنارے کا ایک حصہ ہو چکا ہوں اس لیے میں بیتابی کی موجوں سے تھپڑ کھائے جا رہا ہوں

بین کہ حالِ من چہ عبرتناك سینہ ام از سیفِ غم صد چاك

میرے حال پر نظرِ کرم فرمایئے! میں کتنا عبرتناک بن چکا ہوں میرا سینہ غم کے ہجر کی تلوار سے کئی ٹکڑے ہو چکا ہوں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دربیانِ عشق
عشق کے بیان میں

الغیاث! اے محشرستانِ خیال الغیاث! اے رَوحِ ریحانِ خیال
المدد اے تصورات کی جگہ المدد اے تصورات کے باغ کی مہکتی خوشبو

المدد اے جلوئہِ تمجیدِ عشق المدد اے جذبہء توحیدِ عشق
المدد اے عشق کی بزرگی کے جلوہ المدد اے عشق کی توحید کا جذبہ

بانگ زادانی انااللہ عشق یار مہبطِ اسرارِ ایزد گشت وار
عشق والے نے انااللہ کا نعرہ لگایا اللہ تعالیٰ کے اسرار کا مرکز ہو گیا

عشقِ ذاتِ مطلق آمد اے حبیب! للمریض الحب می باشد طبیب
اے دوست! ذاتِ مطلق سبحانہ وتعالیٰ کا عشق محبت والے مریض کیلئے طبیب ہوتا ہے

عشق آمد موجدِ ہر دوجہان عشق آمد باعث کون ومکان
دونوں جہاں کا موجد ہے کون ومکان کے وجود کا باعث عشق ہے

عشق باشد مبدعِ انوارِ دل عشق باشد مظہرِ اسرار دل
عشق دل کے انوار پیدا کرتا ہے عشق دل کے اسرار ظاہر کرتا ہے

عشق سرّ یفعل اللہ آمدہ عشق رازِ لی مع اللہ آمدہ
عشق فعلِ الٰہی کا راز ہے عشق لی مع اللہ کا راز ہے

عشق را انا عرضنا محرم است عشق را انا فتحنا پرچم است
عشق انا عرضنا کا محرم ہے عشق انا فتحنا کا عَلم ہے

عشق رنگِ صبغة الله ریختہ عشق خاک و نور را آمیختہ
عشق نے اللہ تعالیٰ کا رنگ لگا دیا عشق نے مٹی اور نور کو ملا دیا

عشق صوت ربِ ارنی میدھد عشق بانگ رب ھب لی میزند
عشق ربِ ارنی کی آواز دیتا ہے عشق رب ہب لی کی آواز لگاتا ہے

عشق جرم الشمس تجری فی الوجود لیس للانسان الا بالشھود
عشق ایسے سورج کا نور ہے جو انسان کے مشاہدہ کیلئے وجود میں جاری ہوتا ہے
گہ نفخت فیہ من روحی شود گہ براہِ اعظمِ شانی رود
عشق کبھی نفخت من روحی ہوتا ہے عشق کبھی سبحانی ما اعظم شانی کا مسافر ہوتا ہے

گہ کنتُ کنزا! راہ یافت گہ بہ پیشانی تمّ الفقر تافت
عشق نے کبھی کنتُ کنزاً مخفیاً کا راستہ لیا عشق کبھی اذا تم الفقر کی جبین میں چمکا

گاہ مصباحِ ھدایت بر کند گہ اساطیرِ غوایتِ سر کند
عشق کبھی ہدایت کا چراغ روشن کرتا ہے کبھی گمراہ کن قصے جڑ سے اکھیڑتا ہے

عشق را راز و نیاز دیگر است عشق را سوز و گداز دیگر است
عشق کا راز و نیاز کچھ اور ہے عشق کا سوز و گداز کچھ اور ہے

ساقیا! جانم فتادہ در مضیق دَور کن بر من با کوابِ رحیق
اے میرے ساقی! میر جان مشکل میں ہے زندگی بخش شراب کے ساتھ مجھ پر گزر فرمائیں

فتح بابِ روح کن از جامِ نور تا روم بالا ز بامِ کوہِ طور

جامِ نور سے روح کا دروازہ کھول دیں تا کہ میں کوہِ طور کی بلندیوں سے بھی آگے گزر جاؤں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیانِ اقسامِ عشق
عشق کی قسموں کے بیان میں

هدایت مر عاشقان را بطلب مرتبهٔ عشق است حسن وشهادت که اولین مراتب عشق است

یہ ہدایت خاص ان لوگوں کیلئے ہے جو عشقِ حسن عشق شہادت کی طلب میں مراتبِ عشق طے کرتے ہیں اور سب سے اعلیٰ مقام ومرتبہ عشق حسن شہادت ہے

عاشقا! باشی تو مردِ رازدار میکنم سرِّ نهانی آشکار

اے عاشق! تو راز رکھنے والا مرد ہو جا میں تجھے ایک پوشیدہ راز بیان کرتا ہوں

گرد تو این صورتِ حسی مدام زِ اقتدارِ میدار دنظام

تیرے ارد گرد یہ حسی صورت ہمیشہ تیرے دوست کے مقام ومرتبہ کی وجہ سے قائم ودائم ہے

دلکشیِ رنگِ بیرنگیست این لعبتانِ عین نیرنگیست این

دل کو موہ لینے والا رنگ بے رنگ ہے اور یہ ڈھانچہ بھی بے رنگ ہے

صورتِ عالم همه محبوب اوست شانِ دلداری زخود مطلوب اوست

تمام کا نقشہ سبھی اسی کا محبوب ہے شانِ دلداری خود اسی کی مطلوب ہے

عشقبازی در مجازی میکند از حقیقت چاره سازی میکند

وہ مجازاً عشق مجازی کرتا ہے در حقیقت چارہ سازی کرتا ہے

لذتِ روحی اگر خواهی تمام عشق کن از صورتِ حسی مدام

اگر تو کامل روح کا متلاشی ہے تو ہمیشہ صورتِ حسی سے عشق کر

سا کن دیرِ صنم شو آنچنان قصه ھا یت در آید بر زبان

محبوب کے آشیاں پر تو اس طرح گھٹنے ٹکالے کہ اس کی زبان پر تیرا ذکر چل پڑے

باش دیوانه بروئے تابناك کن تماشائش زِ راهِ عشقِ پاك

روشن و منور کرنے والے ابرو کا دیوانہ ہو جا اور عشقِ پاک کی راہ میں غیر سے بیگانہ ہو جا

لیك این قولِ محبان یاددار دوست را ھر لحظه می بین آشکار

لیکن یہ محبوبوں کا فرمان یاد رکھ ہر وقت دوست کو اپنے تصور میں رکھ / ہر وقت اپنے دوست کو دیکھتا رہ

عشق کامل گر ترا آید بدست مید ھی پندار ھستی را شکست

اگر تجھے عشقِ کامل نصیب ہوا ہے تو اپنی ذات کی نفی کرتا رہ

احولیت در گزار دو ببین ذاتِ مطلق دار داین نقش و نگین

اپنے حالات کو مد نظر رکھ اور تکتا رہ کہ یہ نقش و نگار نے رکھے ہیں

اوت ارض اوت واوت نار واوت نور اوت دھر و اوت عرش و اوت طور

وہی زمین وہی آگ وہی نور ہے وہی زمانہ وہی عرش وہی طور ہے

کثرت اجزائے عالم نیستند نیستند این نیستند این نیستند

اجزائے جہاں کی کثرت کوئی شے نہیں ہے ہاں! کچھ بھی نہیں کچھ بھی نہیں ہے

چون تو یك بین گشتی بر دلِ ھوشدار جمع و تفریق دو عالم یك شمار

جب تو زندہ دل پر ایک بار دیکھے گا تو دارین کی منفی جمع کو ایک ہی شمار کرے گا

در جمالِ آن یکے دیوانه باش در خیالِ آن یکے مستانه باش

اسی ایک کے جمال میں دیوانہ ہو جا اسی ایک کے خیال میں مستانہ ہو جا

محو دیدِ عارضش شو از بعید چاشنی گیر از طریف واز تلید
دور سے ہی اس کے دیدار کی التجائیں مانگ اور جاگیر داری اور خود کمائی سے روشنی حاصل کر

حسن عالم در نظرها بس نکوست از صمیمِ قلب اورا دار دوست
دنیا کی خوبصورتی لوگوں کی نظروں میں بس اچھی ہے صمیمِ قلب سے اسے دوست رکھ

آزرا بگزار آرے بر محل تانیفتی چون مگس اندر عمل
ناممکن کام پر کوشش چھوڑ تا کہ تو عمل میں سست نہ ہو جائے

از گلستانِ هوا بیرون خرام موطنِ خود جوئے در عالی مقام
خواہشات کے باغ سے آہستہ آہستہ باہر نکل بلند مقام میں اپنا ٹھکانہ تلاش کر

ظلمت حسی زِ دیده پاك کن دامنِ وهم و تخیل چاك کن
آنکھ کو حسی اندھیرے سے پاک کر وہم وخیالات کا دامن چھاڑ ڈال

این همه اشیاء که می بینی عیان جز تو هم نیست ایشان مر نشان
یہ تمام چیزیں جو تم ظاہراً دیکھ رہے ہو تیرے سوا وہ کوئی شے نہیں ہیں

صاف کن دل را زِ طمعِ گونه گون باز از چشمانِ باطن بحرِ خون
کبھی کبھی اپنے دل کو لالچ سے پاک کر تا رہ پھر باطن کی آنکھوں سے دریائے خون کو

آئینه صافی شود تا از غبار رُو نماید از تجلیش نگار
جب آئینہ غبار سے صاف ہو جاتا ہے تو اس کی تجلیات کا ظہور سامنے نظر آتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

در بیانِ عشقِ عالم مثال
عالمِ امثال کے عشق کے بیان میں

چون کنی اے دوست تبدیلِ لباس از جهانِ حس بر آئی بے هراس
اے میرے دوست! جب تو لباس تبدیل کرے تو محسوسات کے جہان سے بلا خطر باہر آ جا

در مثال آئی بعشقِ پر کمال عالمے بینی زِ سرّ لایزال
جب تو باکمال عشق کے ساتھ عالم مثال میں آئے تو ہمیشہ رہنے والی ذاتِ پاک کے اسرار کا ایک جہان مشاہدہ کرے گا

همچو ذهن اِتقیاء صاف ولطیف نے درو گنجائشِ وهم و کثیف
اتقیاء کے ذہنوں کی طرح ایسا صاف اور لطیف جس میں کوئی بھی وہم اور کثافت کی گنجائش نہیں ہے

شاهدان در جلوه هائے رنگ رنگ همچو طاؤس گلشنِ شوخ وشنگ
رنگا رنگ جلوں میں مشاہدین حسین و جمیل گلستاں کے مور کی طرح نڈر ہیں

دل ربایند از کمالاتِ ادا می نماید خلوت سور وصفا
وہ اپنی اداؤں کی خوبصورتی کی وجہ سے دل جیت کرلے گئے ان کی خلوتیں پاکیزگی ظاہر کرتی ہیں
(اسی لیے صوفیائے کرام علیہم الرحمہ نے فرمایا: اگر کسی کا خوفِ الٰہی، قربِ الٰہی، گناہوں اور دنیا سے نفرت دیکھنی ہو تو اس کی خلوت دیکھو اگر خلوت پاک تو سب کچھ پاک ہے)

دل بده اینان وانسیّت پذیر دائماً اشکالِ ایشان پیش گیر
تو اپنا دل ان پر قربان کردے اور پرسکون ہو جا اور ہمیشہ روحانی مسائل کا حل ان سے پوچھ

از خیالِ متصل مشقے بکن وا گزار خویش تزریق وجبن

ہمیشہ ان کیساتھ تعلق قائم رکھنے کے بہانے تلاش کرتا رہ جھوٹ، ریاکاری، نفاق اور نامرادی سے خود دور رکھ

قوتِ احساس از دل افگنی مدد کے بے آلهئِ حسی شوی

بے کسی سہارے کے اپنے دل قوتِ احساس پیدا کر از خود ہی حساس ہو جا

از لطافت می پری بے پروبال طیرِ طران را نیاری در خیال

انوارِ لطافت سے بے کسی مشقت کے تیری پرورش ہو رہی ہے اور تو پرندوں کی اڑان کو خیال میں مت لا

آنچه در حسِ دیده بعدی منطوی بین که این جا هست سطح مستوی

جو آنکھ کی حس میں لپٹا ہوا ہے اسے دیکھ کہ یہ جگہ سطح مستوی ہے

جد و جهد ے آر تا یابی کمال میشوی منصرف ملك مثال

مسلسل محنت کرتا رہ تا کہ تو کمال حاصل کرلے تو ملک مثال پر تصرف رکھنے والا ہو جائے گا

هین تصرف در حقت لطفِ حق است ورنه هستی ات همه در بق بق است

تیرے حق میں یہ لکھا ہوا تصرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے ورنہ در حقیقت تو خسارہ میں ہی ہے

محو شو در عالم امثالِ عشق تا مفصل گیری از جمالِ عشق

تو امثالِ عشق کے جہاں میں فنا ہو جا تا کہ جمالِ عشق سے تو ہر باریکی کا مشاہدہ کرلے

عالمِ امثال پیدا در نظر عالم امثال پنهان از خطر

آنکھ میں جب عالمِ امثال پیدا ہو جائے تو عالم امثال خطرے سے محفوظ ہو جاتا ہے

چون درینجا آئی و ناظر شوی از تمیزِ خویشتن قاصر شوی

جب تو یہاں آکر بینا ہو جائے گا اپنی تمیز سے قاصر ہو جائے گا

عاشق ومعشوق بین خویش را مقتضائے طبع باشد زین وفا

خود کو عاشق ومعشوق سمجھ اس وفاداری سے طبیعت اسی چیز کا تقاضا کرتی ہے

ھرچه داری درخیالِ خودنهان از ارادت عاجلاً گرددعیان

جو کچھ بھی تو اپنے خیال میں راز رکھتا ہے وہ کسی شیخ کے مرید ہونے کے بعد جلدی عیاں ہو جائے گا

میکنی ایجادِ تخیلات را جان به بخشی جرمِ مظنونات را

تو نئے نئے خیالات پید کیے جا رہا ہے جو خیال وگمان جرم ہیں ان کو نظر انداز کر تارہ

چون کثافت از تخیل دور شد عشق روشن زِ شمعِ طور شد

جب خیالات پاک ہو جائیں گے تو طور کی شمع سے عشق روشن ہو جائے گا

شعشه انداخت چون مهرِ جلیل ارضِ میته گشت روباغِ جلیل

جب مردہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکمال کے سورج نے روشنی ڈالی تو وہ جگہ مسیحا ہو گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیانِ عشقِ عالمِ روح
عالمِ روح کے عشق کے بیان میں

اے سبیحِ قعرِ بحرِ کائنات عشق روح صرف را ضم کن بذات
بحرِ کائنات کی گہرائیوں کے اے غواص روحِ حقیقی کے عشق کو ذات میں فنا کر دے

چار تکبیرات بر صورت بزن تا برائی از قیود ما و من
اپنے جسمِ ظاہری پر جنازہ پڑھ دے تا کہ تو من اور ما کی قیود سے پاک ہو جائے

عالمِ روحی تعجب خیز هست از نظافت بس تعقل ریز هست
عالمِ روحی تعجب خیز ہے سمجھ داری سے نکلنا ہے

اتساعش جسم را لرزاں کند مرد بارع را همه گریاں کند
عشق کی وسعت جسم پر لرزاں طاری کرتی ہے صاحبِ تقویٰ و ہوش کو رلاتی ہے

روح عالی باشد از باشندگان من چه گوئیم از خالتش اے مهربان
اہل اللہ کی صحبت سے روحِ عالی پرواز کرتی ہے اے مہربان! میں اس کی حالت کیا بیان کروں

طرفه دارد ما جرائے بود و باش نے مکان دارد نه دارد خواجه تاش
روح بندے کو کھانے پینے کی حاجت سے ایک طرف کر دیتی ہے نہ مکان کی طلب رہتی ہے اور نہ ہی نوکر و چاکر کی

نے در و صورت نه رنگ و نے حواس نے قوائے مادی اورا اساس
روح کی نہ کوئی صورت ہے اور نہ ہی رنگ و حس اور نہ حواسِ خمسہ اور اساس ہے

دور از آمجگاهِ عاشقاں لازمان ولامکان ولابیان

عاشقانِ الٰہی کی نشانگاہ لامحدود دور ہے جہاں نہ زمانہ ہے اور نہ ہی مکان وبیان ہے

صدھزاراں جلوہ درزیرِ جمال صدھزاراں معنیٰ در تحت کمال

زیرِ جمال لاکھوں جلوے ہیں تحتِ کمال لاکھوں حقائق پوشیدہ ہیں

ھر کجا خواھد رود بے ارتجا اونمی دارد سر بیم واذا

عشق جہاں چاہتا ہے وہاں ڈیرہ لگالیتا ہے وہاں امید بھی نہیں ہوتی اور اسے کچھ خوف وخطرہ نہیں ہوتا

کاروبارِ این جہانِ بیمثال عارفانرا افگند در وجد وحال

اس بے مثال جہانِ عشق کا کاروبار عارفین کو وجو حال میں ڈالتا ہے

تا کرا زھرہ کہ از روئے متعال آورد در دست این طرفہ کمال

جب تک تجھے وہ بلند مقام ستارہ تیری منزل نہیں ہوتا تو کوشش کرتا رہ یہاں تک کہ تجھے وہ کمال مل جائے

دل قوی دار دبسوئش ساز کن یعنی ابوابِ محبت باز کن

پختہ ارادہ کیے ہوئے اس راہ کی طرف چلتا رہ یعنی محبت کے ابواب کھلے رکھ

چون رسیدی در بیابانِ خمول لذتِ روحی وعقلی شد وصول

جب تو سنسنان جنگل میں پہنچ جائے گا تو تجھے لذتِ روحی وعقلی مل جائے گی

عقلِ کل این جاست شاہِ بے نظیر نفس کل باشد بہ پھلوئے وزیر

عقلِ کل اس جگہ بے مثال شہنشاہ ہے جہاں نفسِ کل وزیر کے پہلو میں ہوتا ہے

کاروبارِ روحانیان وخاکیان میشود تنفیذ زیں جا در عیان

فرشتوں اور انسانوں کے کاروبار یہاں عین العیانی میں خلاصی پاتے ہیں

چون بہ بینی آفتاب حسن روح میشوی مستغرق بحر فتوح

روح کے حسن کا آفتاب جب تو دیکھے تو تو فتوحات کے سمندر میں غرق ہو جائے گا

گوھر شھوارِ در دست فتد کز دو عالم در بہائش کم رسد

تیرے ہاتھ ایسا ایک قیمتی گوہر ملا کہ سارا جہان بھی اس کی قیمت میں کم ہیں

روح یابی روح باشی منجلی خویش را در روح بینی مختفی

تو عشق کی روح پالے گا اور منور و تاباں ہو جائے گا پھر خود کو روح میں پوشیدہ پائے گا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دربیانِ عشقِ عالمِ معنیٰ
عالمِ معنیٰ کے عشق کے بیان میں

چون نشاط روحیه یار تو شد مستنیر از مه شب تار شد
جب تیرے پختہ ارادے نے تیرا ساتھ دیا پس تو نے سیاہ اندھیری رات میں چمکنے والا چاند تلاش کر لیا

شاهدِ ملكِ معانی یافتی تا سرِ گنج روان بشتافتی
تو نے حقیقی ملک کا شاہد پالیا تو باقی رہنے والے خزانے کے پیچھے دوڑا

از حجابِ نور هفتادش هزار پرده ها را طے کنی اے ذی وقار
اے ذی وقار! اس کے بعد تو ایک ہی لمحہ میں ستر ہزار پردے طے کر لے گا

میروی در معنیٰ آن رسمِ خاص آوری در دستِ عزا ختصاص
تو اس خاص کی حقیقت کی تلاش میں جا رہا ہے دارین کی عزت دینے والے اس گوہرِ باکمال کو پالے گا

چون این جا افگنی رختِ قیام کشف گردد رازِ تخلیقِ انام
جب تو اس جگہ رہائش پذیر ہو گا تو پروردگار کی تخلیق کا راز تجھ پر منکشف ہو جائے گا

در ضیائے مهر خورشید یقین میشود عرفانِ نفست اے فطین
مقامِ یقین کے سورج کی روشنی میں اے لائق و عقلمند! تجھے تیرے نفس کی آشنائی ہو جائے گی

چون شناسی خویشتن را طالبا ذاتِ مطلق بینی بے چون وچرا
اے راہِ حق کے طالب! جب تو نے خود کو معرفت حاصل کر لی تو تو نے ذاتِ مطلق عزّ اسمہ کا دیدار بغیر سوالات کے کر لیا

برزخ جامع توهستی اے حبیب جامعیت دار باقلبِ اریب

اے دوست! تو جامع برزخ ہے قلبِ سلیم میں جامعیت رکھ

جلوئہِ حق اندر سرو علن سوری ونسرین وورد ویاسمین

ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کا ہی جلوہ ہے سوری، نسرین، گلاب اور چنبیلی میں بھی اللہ پاک کا ہی جلوہ ہے

ذرہ خا کش زِ یاقوتِ ثمین سطحہ ارضش زِ انوارِ یقین

اس بنائی ہوئی مٹی سے ہی قیمتی موتی بنا ہے اور اس کے انوارِ یقین سے سطحہ زمین روشن ہوا ہے

مرتفع از بابِ ایوان وقصور پردہ ھائے راز بھرِ عشقِ نور

ایوان و قصور کے دروازوں سے عشقِ نور کیلئے کئے پردے اٹھائے گئے ہیں

بین کہ شاہِ عالم امکان توی درحقیقت مبدع اعیان توی

تو غور کر کہ عالَمِ امکان کا تو شہنشاہ ہے درحقیقت حقائق کا بھی پیدا کرنے والا تو ہے

لشکر اسماء قطار اندر قطار گردِ تو گردند از بھرِ نثار

مقبول و مشہور لشکر تجھ پر قربان ہونے کیلئے تیرے گرد گھوم رہے ہیں

از اعالی تا سوافل زیرِ حکم از عوارف تا اراذل زیرِ حکم

اعلیٰ علیین سے اسفل السافلین تک تک تیرے ماتحت ہیں عالی النسب سے کمینوں تک بھی تیرے زیرِ حکم ہیں

شارقِ انوارِ اسم خویشتن گشتہ اکنون تو اے روح فطن

تیرے ہی نام کے انوار کی چمک اس قدر بلند ہے کہ تو خود ہی روحِ لطیف بن گئے ہو

مغضئی فرمانِ ذاتِ خویش باش در فضائے در مکان باعیش باش

اپنی ذات کے حکم کے ماتحت ہو جا ہوائوں اور مکانوں میں خوش بسر ہو جا

نعرۂِ حق زن باستدلالِ حق مثبت حق شو باستظلالِ حق

حق کی دلیل مانگنے والاے پر نعرۂِ حق لگا حق کے سایہ میں درست راہ پر ہو جا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

معاونت خواستن از مرشدِ خود
اپنے مرشدِ کریم سے مدد مانگنے کے بیان میں

المدد اے شفقتِ نور الھدیٰ علمِ من در علمِ معنیٰ گم شدا
اے نور ہدایت کی نوازش میری مدد فرمائیں میرا علم علمِ معنیٰ میں گم ہو گیا

زدنی علماً از کرمھائے عمیم استقامت بخش بر امرِ فخیم
اپنے روزمرہ کے انعامات سے میرا علم بھی بڑھادیں معززومکرم امر پر میری بخشش فرمائیں

من نمی دانم راہِ جمالِ ذات کے توان رفتن زپائے کم ثبات
جمالِ ذات کے راستے کو میں نہیں جانتا کم چلنے والا اتنے بڑے راستے پر کیسے جاسکتا ہے

از تمیزِ خویشتن دور افتادہ ام در فنائے کل فنا آمادہ ام
میں اپنی پہچان سے بھی دور پڑا ہوں فنائے کل میں فنا ہونے کیلئے تیار ہوں

کارِ ما کنون در خمولیت فتاد ذوقِ علمی در ذھولیت فتاد
میرا کام گمنامی جاپڑا میرا ذوقِ علمی غفلت میں جاپڑا

دستگیر دستگیری مر ترا می سزد در انقضائے کارِ ما
اے ہماری دستگیری فرمانے والے آپ کی دستگیری ہمارے ہر کام کو انجام تک پہنچاتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

در بیانِ عشق جمع الجمع
عشقِ جمع الجمع کے بیان میں

در معانی علم چون افراشتی اصل نفس خویش را بشناختی
جب تجھے علم معانی کی معرفت ہو گئی پس تو نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا

شو عینان کش سوئے میدانِ جلال گیر ذیلِ عقل فعال کمال
میدانِ جنگ کی طرف سے آگے گھوڑا دوڑانے والا ہو جا دامنِ عقل پکڑ کر سب سے زیادہ کامل ہو جا

حضرت اجمال بر فحوائے ذات از ازل دارد تنوع در صفات
حضرت ذات کے میدان میں بہت تھوڑا ازل سے مختلف صفات رکھتا ہے

ھر چه در عیان و در نهان اندرش محوست جمله بیگمان
جو کچھ بھی ظاہر و باطن میں ہے یقیناً اسی میں محو ہیں

مبدءاشیاء کماھی ذاتِ اوست سر تکوینات عالم از ھموست
ہر ایک شے کو پیدا کرنے والی اسی کی ذات ہے عالمِ تکوینات کا سِر بھی اسی سے ہے

از کمالِ عالیه دارد ثبات گم در وھستند اسماء و صفات
بلند کمالات کی وجہ سے ثابت ہے اسی میں اسماء وصفات گم ہیں

از بقا سوئے فنا بشتافته موقفِ جمع الجمع دریافته
بقا سے فنا کی تخلیق کی طرف متوجہ ہوا جمع الجمع کا موقف کی پہچان کروائی

در عدم بودند اشیاء سر بسر نے نشان و نے جمال و نے اثر

سب کچھ عدم میں تھا نہ نشان نہ جمال اور نہ ہی کوئی اثر

ذاتِ مطلق خود بتنویرِ صفات در ظہور آورد سائرِ کائنات

اللہ تعالیٰ ذاتِ مطلق نے اپنے انوار کیساتھ کائنات کی ہر ایک شے میں ظہور فرمایا

مبدعِ کونین نورِ سرمدیست انجلائے خاص ذاتِ احمدیست (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

دارین کی ابتداء کرنے والا نورِ سرمدی ہے مقصودِ کائنات حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے

برزخِ کبریٰ همین موطن شده عارفان را مرکز و مامن شده

برزخِ کبریٰ بھی اسی وقت بنایا گیا جو کہ عارفین کے آرام کرنے کی جگہ بنا

اندرینجا دم نمی بائید زدن از ادب مہر خموشی را بزن

اس مقام پر سانس بھی روک کر رکھنا چاہیے ادبِ بارگاہِ الٰہی کی وجہ سے تمام اعضاء پر خاموشی کی مہر لگا دینی چاہیے

این جهان حیرت فزاید بر عقول این جهان دهشت نماید بر فحول

یہ جہان عقلمندوں کی حیرت کو بڑھاتا ہے یہ جہان زبردوں پر اپنی دہشت جماتا ہے

اندرینجا نیست غیرے را گزر کس نمی باشد بجز ذاتت نگر

اس مقام پر کسی غیر کو آنے کی گنجائش نہیں ہر طرف دیکھنے میں تیری ہی ذات کی جلوہ گری ہے

اعتبارات عیان را وا گزار عالم اطلاق را در دست آر

اعتبارات کو چھوڑ عالمِ اطلاق کو سمجھنے کی کوشش کر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دربیانِ عشقِ عالَمِ اطلاق
عالمِ اطلاق کے عشق کے بیان میں

هست این جا شاهد ذاتِ جمیل بے نظیر و بے مثال و بے عدیل
اس مقام پر بے نظر، بے مثال اور بے عدیل ذات اقدس خود شاہد ہے

نازها دار د بجانِ عاشقان عشوئه ها آرد بروح عارفان
کئی ناز عاشقوں کی جان میں رکھتا ہے کئی عشوے (معشوق کے نازانداز جس پر عاشق قربان ہو جاتا ہے) عارفین کی روح میں لاتا ہے

شوقِ نظاره اگر باشد ترا افگند بر خود رِدا اندر رِدا
اگر تجھے دیدار کا شوق ہے تو خود مٹادے یوں کہ جیسے مٹانے کا حق ہوتا ہے

تا ابد هر گز نه بینی روئے او باش دائم چون فلك در جستجو
جب تک تو اپنے محبوب کی زیارت نہ کرلے آسمان کی طرح تلاش میں ہو جا

دور از تقیید اسماء و صفات بے تعین بے تماشا عرضِ ذات
اسماء وصفات کی قید سے کوسوں دور ہے وہ جس حالت میں چاہے جلوہ فرماتا ہے

کلی و جزوی ندارد در وجود جوهر و اعراض پیشش در خمور
وجود میں جزوی وکلی سے پاک ہے جوہر اعراض اس کے سامنے مستی میں ہیں

جوهر فروش بعید از کم کیف نسبتِ ابعاد بر روئش دژم
جوہر فروش کیف وکم (کتنا، کیسا) سے دور ہے اس کے روبرو دوری کی نسبت کرنا افسردگی ہے

ظاھروباطن بآثارِ غریب مضمروباھر بانوارِ عجیب
آثارِ غریب میں ظاہر وباطن ہے انوارِ عجیب میں خفی وجلی ہے

عقلِ عارف اندرینجا زار ماند درفضائے کنہ ذاتش خوار ماند
عارف کا عقل اس مقام پر عاجز ہو گیا حقیقتِ ماہیت کے آنگن میں اس کی ذات بے بس ہو گئی

اے دریغا! درروان اعجاز نیست اے دریغا! طاقتِ پرواز نیست
(اور بول اٹھا) ہائے افسوس! روح میں اب اعجاز نہیں ہے ہائے افسوس! پرواز کی طاقت نہیں ہے

الغیاث اے رھبرِ راہِ ھدیٰ باتضرع ازتو دارم التجا
اے ہدایت کے راہنما المدد میں عاجزی انکساری کیساتھ تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں

التجائے این غریقِ بحرِ غم کن ازشفقتِ خلق اتم
غموں کے سمندر میں اس ڈوبے کی اتجایہ ہے کہ اپنے کامل خلق کی نوازش کا ایک زرہ مجھ پر بھی ڈال دو

دررسان درباگاہِ ذوالجلال وانمائم تادلِ آشفتہ حال
جلالت والی عظیم بارگاہ میں پریشان حال ٹوٹا ہوا دل لیکر حاضر ہوا ہوں

بازو گویم کہ اے زیبالقا قتلِ عاشق کے روا باشد ترا
اب میں ہاتھ باندھ کر التجا کرتا ہوں کہ اے ملاقات کے لائق عاشق کا قتل کب روا ہوتا ہے؟

کے مرا از صدپارہ کردی ازفراق کے مرادادی غمِ مالایطاق
تو نے مجھے کیوں فراق کی وجہ سے سو ٹکڑے کیا مجھے ایسا غم کیوں دیا جس کی مجھ میں ہمت نہ تھی؟

کے مرا آوردی ازکتمِ عدم کے شکستی برمنِ مسکین ستم
تو مجھے عدم کی پوشیدگیوں سے باہر کیوں لایا تو نے مجھ مسکین پر ستم کے پہاڑ کیوں توڑے؟

مسلکِ پیشینه چون بگزاشتی طرح زجر و اشتلم انداختی

پہلوں کے طریقوں کو جب تونے چھوڑ دیا غلبہ وزجر کے طریقے تونے ڈالے

هین چه گستاخیست اے علمِ مجاز هین چرا کردی زبانِ خود دراز

اے علمِ مجاز یہ کیا گستاخی ہے اس مقام پر تونے اپنی زبان کیوں دراز کی؟

هست این دربارِ ذاتِ کبریا دم فروبستند اینجا انبیا

یہ دربار ذاتِ کبریا جل جلالہ کا ہے یہاں انبیاء کرام علیہم السلام بھی دم نہیں مارتے

جرأتِ مفرط چرا بنموده در شکایت لب چرا بکشوده

جدائی کی اصل کو تونے ظاہر کیا ہے شکایت کیلئے تونے لب کیوں کشادہ کیے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تفہیم مسئلہ وحدت الوجود
مسئلۂ وحدت الوجود کا سمجھنا اور سمجھانا

اے غریقِ موجۂ بحرِ صفات اے سلیمِ القلب آفاتِ حیات
اے بحرِ صفات میں فنا ہووں کے قبلہ و مرکز اے زندگی کی آفات میں بھی سلیم القلب

جملہ اسماء و صفات و ماہیات منصرف بنگر بسوئے صرف ذات
تمام اسماء، صفات اور ماہیات ایک ہی کامل ذات کی طرف پھرتی ہوئیں دیکھ

ہر چہ بینی مظہر اطلاق دان از قیودِ کثرت او را اطلاق دان
تو جو کچھ بھی دیکھے اسے ایک کا علم بتانے والا جان کثرت کی قیدوں سے اسے دور جان

نقطہء کثرت ز لوحِ دل تراش وحدتے دار د جہان آہستہ باش
کثرت کا نقطہ دل کی تختی سے مٹا دے تو غور تو کر جہاں ایک ہی ذات رکھتا ہے

بابِ وحدت را بلب تلثیم کن سر فدائے خنجر تسلیم کن
وحدت کے دروازہ کو ہونٹوں کے ساتھ بوسہ دے خنجر کے سامنے سر جھکانے کیلئے تیار ہو جا

آن شنیدہ ہستی کہ ربی فی المنام گفت فارق نفس اے ذوالاحترام
تو نے خواب میں اپنے اللہ پاک کا فرمان سنا اس نے فرمایا کہ اپنے نفس بات نہ مان اے احترام والے

ذکر او ہموارہ کن در فرز بود وارہان ہستی ز زنجیر قیود
تو اس کا ذکر مسلسل کر تارہ تا کہ تو تر و تازہ رہے اور تجھے بلندی عطا ہو اور خود کی قیود سے بری ہو جائے

غیبۃ الذاکر عن الذکر آیدت عقدئہ مشکل ھمہ بکشائدت

ذکر کی ہی وجہ سے تجھے عین العیانی نصیب ہوئی اور تیری تمام مشکلات کی گرہیں کھل گئیں

ذاکر و مذکور و ذکر بے خودی میشود واحد بقول واسطی

اس کے بعد ذاکر، ذکر، مذکور اور بے خودی شیخ واسطی کے قول کے مطابق ایک ہی ہو جاتے ہیں

نفی و و اثبات شود یکسر پدید ذاتِ ساذج جملہ می آید پدید

نفی اور اثبات ایک ساتھ ظاہر ہوتے ہیں تمام نقائص سے مبرا ذات پاک کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے

وحدتے مکشوف بینی پر عیان کاندران نابود افلاک وجہان

وحدت کے پردے اٹھا دیئے جائیں گے تو اس جہاں کو یوں دیکھے گا کہ اس میں آسمان ہے ہی نہیں

جسم کل یابی ز اسماء وصفات از لوازم تا بمجموع ذوات

ذاتِ الٰہی کے اسماء وصفات کے انوار سے تو جسم کلی حاصل کرلے گا اور عناصر اربعہ سے کاملیت تک چلا جائے گا

غیر ھستی را درینجا بار نیست علت و معلوم را احضار نیست

غیر اللہ کو اس میں گنجائش نہیں ہے اور علت و معلوم کی بھی یہاں وقعت نہیں ہے

منتفی، معدومِ محض، اجسامیان ذاتِ مطلق ھست قائم درمیان

منتفی، معدومِ محض، اجسامیان، ذاتِ مطلق قائم ہے درمیان

چون تکثر از نظر نابود شد ھستی تو ھستی معبود شد

جب کثرت سے نظر ہٹ جائے تو تیری ہی ہستی معبود نظر آئے گی

لاچون الّا گشت در عین العیان اول و آخر یکے گشتہ ببین

جب نفی اثبات میں چلا گیا تو اول و آخر تو ایک ہی دیکھے گا

جوئے رفتہ بود از دریائے ژرف در جہانِ اعتبارات شگرف

گہرے دریا سے ایک نہر نادر اعتبارات کے جہان میں جاری ہوئی ہے

بس زمینہا کرد سیراب از نمے خرم و شاداب گشتہ عالمے

بس اس نے اپنی نمی سے کئی جہانوں کو سیر اب کر دیا اور شاداب و خوش و خرم کر دیا

سبزہا بالید و گلہا بر دمید زرعہا تزئید و غلہ آفرید

کئی سبزے لہلائے اور کئی پھول کھلے کئی فصلیں پکی اور کئی غلے جمع ہوئے

در افاضت سعیہا بسیار کرد حیّزِ امکان پر از انوار کرد

فائدہ دینے میں اس نے کئی کوششیں کی دائرِ امکان کو انوار سے بھر دیا

از گل و لالہ بر آمودہ چمن وز سمن بنمودہ پروین و پرن

پھولوں کے لہلانے سے باغ خوبصورت ہوا چنبیلی سے باغ ثریا کی طرح عظیم ہوا

خاک را شرفے زِ دستِ خویش داد منتِ افضال بر جرمش نہاد

اس نے مٹی کو اپنے دستِ قدرت سے شرف عطا فرمایا اس کی جرموں پر بے شمار فضل و کرم کے احسانات ڈالے

باز ختم سیرِ جو آمد پدید رفت در بحری کہ زو آمد پدید

پس جاری ندی کے ختم ہونے کا وقت آگیا پھر اسی دریا میں چلی گئی جہاں سے نکلی تھی

بحر ماند و جوئے را گم شد نشان کس نمی داند کجا رفت او دران

دریا باقی رہا ندی کا نام و نشان مٹ گیا کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں کس جگہ چلی گئی

جو و دریا گشت در معنیٰ یکے نیست در این ہیچ تمیز و شکے

ندی اور دریا در حقیقت ایک ہی ہوگئے اس میں کسی قسم کا شک اور جدائی نہیں ہے

جوئے عین البحر شد بے امتیاز از بدایت تا نہایت غور ساز

بے شک ندی عین البحر ہو گئی ابتداء سے انتہاء پر خود غور خوض کر لے

چون درینجا وارسی فرجام کار ذاتِ حق باشد بذاتت آشکار

جب اس مقامِ انتہاء پر تجسس کیا ذاتِ حق تیری ذات میں آشکار ہو گئی

در حقیقت نقشِ عالم باطل است غیر ذاتِ حق خیال عاطل است

در حقیقت جہان کا نقش باطل ہے اللہ رب العزت کی ذات کے سواسب خیال فضول ہے (اللہ بس باقی ہوس)

گر نماند از خودی با تو نشان میرسی در معنیٰ این بیگمان

اگر تو خودی سے بالکل خالی ہے تو بیشک تو حقیقت میں جارہا ہے

اے عجب خود باشاہے عالمی چون گدایان دربدر کے میدوی

اے جہانوں کے بادشاہ! خود تجھ پر تعجب ہے کہ تو گداگروں کی طرح دربدر کیوں پھرتا ہے

عین خورشیدی تہِ ابرِ سیاہ کے ھمی کواھی شعاعِ ماسوا

تیری نرالی چمک دمک سیاہ بادل کے نیچے ہے تو کب اپنے ماسوا کی شعاع چاہے گا

از تو محبوب است در زیرِ نقاب کوششے کن تا برآری آفتاب

تیری ہی وجہ سے محبوب زیرِ نقاب ہے سورج کے چمکنے تک کوشش میں لگا رہ

چشمِ بینا ھر کہ از دل باز کرد سوئے خور چون دژھا پرواز کرد

جس کسی نے اپنے دل سے چشمِ بینا جدا کی اس نے سورج کی طرف عقاب کی طرح پرواز کی

ھست عالم مرکزِ انوارِ دوست جملہ تکوینات راقص سوئے اوست

یہ جہاں دوست کے انوار کا مرکز ہے کائنات کی ہر ایک شے اس کے سامنے رقص میں ہے

جاذبِ اشیاء ست ذاتِ پر کمال کے رسی در معنیش بے ارتحال
ذاتِ باکمال پر کشش ہے تو کیسے بے سوچے سمجھے کی حقیقت کو پہنچ سکتا ہے

نیست کن این نقطہءموہوم را گیر دامن خطِ معلوم را
نہ نظر آنے والے اس نقطہ کو چھوڑ دے اور ایک مشہور و معلوم راستے کا راہی ہو جا

تاتعین را نہ برداری نقاب حق ھمی دارد زِ ذاتت اجتناب
جب تو متعین کو سامنے نہیں لائے گا حق یہی ہے کہ تجھ سے بچا جائے

زِ آبِ چشمانِ باغِ دل سیراب کن درھوائش خانہ ات برآب کن
آنکھوں کے پانی سے اپنے دل کے باغ کو سیراب کر تیرا گھر اس خواہشات میں ہے اسے پانی سے بھر دے

ھمچون مجنون در بیابانھا بگرو از صمیمِ قلب بر کش آہِ سرو
مجنوں کی طرح بیابانوں میں روتا رہ صمیمِ قلب سے سرد آہیں بھرتا رہ

گردبادے گرزِ صحرا سر کشد او نشانِ محملِ لیلیٰ دھد
جو مٹی ہوا کے ساتھ صحرا سے اٹھتی ہے وہ لیلیٰ کے کجاوے کا نشان بناتی ہے

بے سرو سامان برو در کوئے عشق عشق ورزو عشق خواہ و جوئے عشق
بالکل خالی ہو کر عشق کے کوچے میں آجا عشق اختیار کر عشق مانگ اور عشق کا متلاشی ہو جا

محو شو در عشق تابینی مراد در رسد از بارگاھش صد نیاز
عشق میں محو ہو جا تاکہ تو اپنی مراد پالے تجھے اس کی بارگاہِ بے نیاز سے بیشمار لطف و کرم نصیب ہو جائے

عشق نقش داوری دار دبکام حسنِ یوسف را ھمی آرد بدام
عشق حکومتی سکے کو بھی کام میں لاتا ہے حسن یوسف کو بھی دام کے بدلے لاتا ہے

دادِدام و خود گرفتار آمدہ خوار و رسوا سوئے بازار آمدہ
اس نے مال منال دیا اور خود گرفتار ہو گیا ناقدری و ناپہچانی بازار کی طرف لائی

گر مقامِ عشق حاصل ساختی غلغلہ در بحر و بر برانداختی
گر تجھے مقامِ عشق حاصل کرنا ہے تو خشکی و تری میں شور برپا کر دے

رفتی از خود در مقامِ سرمدی آنچہ در و ھمت نیایدیافتی
جب تجھ میں ہمت تک نہیں تھی تو مقامِ سرمدی سے جاتا رہا

پاسبانِ دل بشو جان را نگر ھر چہ بر دل بگرزد دارش نظر
دل کا پاسبان ہو جا دل کی حفاظت کر جو کچھ بھی دل پر گزرتا ہے اسے مدِّ نظر رکھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دل چہ باشد؟
دل کیا ہوتا ہے؟

دل چه باشد؟ مهبطِ انوارِ حق دل چه باشد؟ بر بطِ اسرارِ حق
دل کیا ہوتا ہے؟ انوارِ الٰہیہ کا مرکز ہوتا ہے دل کیا ہوتا ہے؟ اسرارِ الٰہیہ کی بربط (باجا) ہوتا ہے

دل چه باشد؟ بارگاهِ محرمی دل چه باشد؟ سیر گاهِ عاشقی
دل کیا ہوتا ہے؟ ایک محرم راز کی بارگاہ ہے دل کیا ہوتا ہے؟ ایک عاشق کی سیر گاہ ہے

حسن را گرمی بازار از دل است سر دمهریهائے دلدار از دل است
حسن والوں کی بھیڑ دل کی وجہ سے ہے محبوب کی مہربانیاں دل کی وجہ سے ہیں

کیست آن بار امانت بر کشد جز دلِ نادان که دانا پرورد
وہ کون ہے جو امانت کا بوجھ اٹھاتا ہے؟ اسی نادان کا دل جسے کسی دانا نے پالا ہو

کیست آن صد پاره گردد در فراق می کشد باریکه باشد لا یطاق
وہ کون ہے جو ہجر میں سو ٹکڑے ہو جاتا ہے وہ ایسا بوجھ بھی اٹھاتا ہے جس کے اٹھانے کی اس میں ہمت نہیں ہوتی

دل همی داند رهِ دل یافتن کارِ خود از مهرِ جانان ساختن
دل کا موہ لینا دل ہی جانتا ہے محبوب کی کرام نوازیوں سے اپنا کام بنانا دل ہی جانتا ہے

آتشِ غم در نهان افروختن در حصار آتشِ خود سوختن
سینے میں غم کی آگ جلانا آگ کے دائرے میں خود جلنا

دم فرو بستن زِ تنگی نفس کار جان بازان نمودن در قفس
سانس کی تنگی کی وجہ سے دم توڑ دینا جانبازوں کا کام پنجرے میں ظاہر ہوتا ہے

رنگ رو بشکستن از نظارہ ها در خیسے پوشیدن آتش پارہ ها
کئی نظاروں سے چہرے کا رنگ توڑنا آگ کے چنگھاڑوں کے مکر و فریب میں ہے

در هوائے نور گل بگداختن برق بر هستی خود انداختن
نورِ گل کی طلب میں پگھلانا اپنے وجود پر بجلی کی کڑک گرانا

در حریم بار گاہِ آدمی دل همی دارد سرِّ شاهنشاهی
آدمی کی بار گاہی می چار دیواری میں دل ہی شہنشاہی کا راز رکھتا ہے

آفرینشِ نازها دارد بدل سوزها هم سوزها دارد بدل
کئی نازوں کی ابتدا دل میں ہے کئی سوز گداز دل میں ہیں

گر همی خواهی وصالِ دلربا صاف کن دل را زِ شبہِ ماسوا
اگر تو اپنے محبوب کا وصل چاہتا ہے ماسوا کے شبہات سے دل کو صاف کر دے

دل مراتِ عارض محبوب هست شاهدِ جان را همی مرغوب هست
دل محبوب کے رخسار کا آئینہ ہے دل محبوب کو بڑا پسند ہے

من نگویم عرش رحمن است دل در حقیقت آفتِ جان است دل
میں نہیں کہتا ہے کہ دل رحمن کا عرش ہے در حقیقت جان کی آفت دل ہے

شانِ دل پرسید از دلدادگان شانِ دل پرسید از بربادگان
دل کی شان دل لٹانے والوں سے پوچھ دل کا مقام عشق میں برباد ہونے والوں سے پوچھ

عاشقان را دل متاع خوشتر است از هزاران کعبه یك دل بهتر است

عاشقوں کا نفع بخش دل اچھا ہے لاکھوں کعبہ سے ایک دل بہتر ہے

عاشقان !اے عاشقان!اے عاشقان! میشود از درد ِعشقش نیم جان

اے عاشقو!اے عاشقو!اے عاشقو!اس کے درد کیوجہ سے جان آدھی ہو جاتی ہے

عاشقان را باید اندر عاشقی بیقراری در غمِ وجه الٰهی

عاشقوں کو عاشقی میں بے قراری چاہیے اللہ پاک کی رضا کے غم میں بے قراری چاہیے

عاشقان را زندگی بے وصلِ یار دردِ سر باشد نمی آید بکار

عاشقوں کی زندگی محبوب کے وصل کے بغیر صرف دردِ سر ہے اور فضول ہے

عاشقان شاد دارد ذکرِ دوست عاشقان را ذکر کردن بس نکوست

عاشقوں کو محبوب کا ذکر خوش وخرم رکھتا ہے عاشقوں کو محبوب کا ذکر کرنا اچھا لگتا ہے

عاشقان در بند غمها شاکر اند بر جمالِ حق تعالیٰ ناظر اند

عاشق غموں کی قید میں شکر گزار رہتے ہیں اللہ پاک کے جمال پر نظر ٹکائے رہتے ہیں

مست مدهوش از جمالش گشته اند بنیرنگِ کمالش بسته اند

اس کے جمال سے مست و مدہوش ہو گئے ہیں اس کے عجائب کے کمالات میں دل بندھے ہوئے ہیں

جامِ مئے بر دست از عشق کسے اوفتاده اند بے خود در رهے

عشقِ الٰہی کے جام ہاتھ پر رکھے ہوئے ہیں اور راہِ عشق میں بے خود پڑے ہوئے ہیں

خاک بر رو دست بر سر می روند پائے کویان چون قلندر می روند
مٹی چہرے پر مل کر اور ہاتھ سر پر رکھ کر کوچہ محبوب میں قلندروں کی طرح چلتے ہیں

نے زِ حالِ خویش واقف نے زِ غیر محو مستی ھائے معشوقانِ دیر
نہ اپنے حال سے باخبر ہیں اور نہ ہی غیر کے حال سے دَیر کے معشوقوں کی مستیوں کی محویت اس طرح سے ہے

بت پرستی چون برھمن می کند نذر گنگا جل زخونِ دل پرند
برہمنوں کی طرح بت پرستی کرتے ہیں دل کے خون کے رنگیلیاں گنگا کے سپرد کرتے ہیں

شکرِ للہ غم پرستم غم پرست کیف عشق یار دارد مست مست
اللہ پاک کا شکر ہے کہ میں غم پرست ہوں غم پرست ہوں اس طرح جیسے کہ عاشق محبوب کی یاد میں مست مست رہتا ہے

عالَمِ جبروت شد غم خانہ ام در پرستش از سر جان می روم
عالمِ جبروت میرا گھر ہر درد غم ہوا اس کی پوجا میں حدِ جان سے بھی گزر گیا

دل زمن گم گشت در کوئے نگار میدوم بیتاب و گریان بیقرار
محبوب کے کوچہ میں میرا دل مجھ سے گم گیا میں روتے ہوئے اور بے قراری کیساتھ جارہا ہوں

دوستان! اے دوستان! اے دوستان! آوریدم از دلِ مسکین نشان
اے دوستو! اے دوستو! اے دوستو! میں مسکین دل سے نشان لارہا ہوں

دلی ھمی جوئیم کہ او ھمدرد بود از ازل آزال رہِ آور دبود
میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ وہ ہمدرد ہو ازل الآزال سے وہ راہ میں آیا ہوا ہو

آتشِ سوزان بجانم در گرفت شعلہء جوالہ بحر و بر گرفت
جلانے والی آگ نے مجھے گرفت میں لے لیا تباہی والے شعلہ نے خشکی و تری گرفت میں لے لی

از سینه مستی نوائے می زنم ایسمان بر عرشِ اعظم افگنم
دل سے محبوب کے گن گا رہا ہوں عرشِ اعظم کے چھت پر ڈیرہ لگائے ہوئے ہوں

خون همی ریزم زِ چشمِ خویشتن هیچ نکشاید چنینم زیستن
میں اپنی آنکھوں سے خون بہار رہا ہوں میں ایسے رہ رہا ہوں مجھے کوئی بھی نہیں کھول سکتا

دردِ عشقش مرهمِ زخمِ منست نشترے بے تا دل زارم نخست
اس کے عشق کا درد میرے زخم کا مرہم ہے سب سے پہلے میں اپنے زخم کا علاج کرتا ہوں

جانِ من امروز دیوانه شدم از حواسِ خویشتن بیگانه شدم
اے میری جان! میں آج میں تیتا دیوانہ ہو گیا ہوں اپنے ہوش و حواس سے بھی بیگانہ ہو گیا ہوں

نغمهٔ عشقِ مجازی می زنم از مجازی در حقیقی میروم
میں عشقِ مجازی کا نغمہ گا رہا ہوں مجازی سے حقیقی کی طرف رواں دواں ہوں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سوالے از عارفیکہ بہ ہوا معلق بود
ایک عارفِ حق سے سوال جو کہ ہوا میں معلق تھا

روزے از ایامِ غیبت بر ھوا از سبک روحی شدم بازو کشا
ایک دن ایامِ غیبت سے میری روح نے ہوا میں پرواز کی

در تفرجمی چمیدم ھر طرف دفعتاً دیدم یکے مردے شرف
میں سیر و تفریح میں خراماخراما چہل قدمی کر رہا تھا کہ اچانک میری ایک صاحب شرف پر وقار آدمی پر نظر پڑی

سر بہ پیش اندر معلق بہ ھوا مخزنِ غم منبعِ آہ و بکا
ہوا میں آگے کی طرف سر جھکایا ہوا ہے آہ و بکا اور غم کا مخزن و منبع ہے

از تعجب نہ نزد او بشتافتم جامعِ انوارِ ایزد یافتم
میں تعجب کی وجہ سے اس کے نزدیک دوڑا تو اسے اللہ پاک کے انوار کا جامع پایا

گفتمش کے مظہرِ انوارِ الٰہ باشدت بر فرقِ اقیانم نگاہ
میں نے اسے کہا کہ اے انوارِ الٰہیہ کے مظہر! اپنے کرم سے مجھے کچھ وقت عنائیت فرمائیے

از تو میدارم سوالے دلپذیر حل این مشکل نماؤ شو طھیر
میں آپ سے ایک دلچسپ سوال کرنا چاہتا ہوں میری یہ مشکل حل فرمائیں اور کشمکش کے خیال سے پاک کریں

عارفان چون خویش را کامل کنند در کمالِ ذاتِ حق واصل شوند
عارفین جب خود کامل کرتے ہیں اللہ پاک کی ذاتِ کمال میں واصل ہو جاتے ہیں

زیرِ لب خندید و گفت اے نوجوان! هست این رازیکه نائد بر زبان
ہلکا سا مسکرائے اور فرمایا کہ اے نوجوان! یہ وہ راز ہے جو زبان پر نہیں آسکتا

اے پسر! دارائے عزت اعتبار می نماید از تغیر صد بهار
اے بیٹے! سو بار بہار کی تبدیلیوں کے بعد یقینی عزت کی حکومت کا اصلی روپ ظاہر ہوتا ہے

شوق میداری که باشد باخبر آیدت لوح سرائر در نظر
کیا تو شوق رکھتا ہے کہ تو اس سے باخبر ہو جائے رازوں کی تختی تیری نظروں کے سامنے ہو جائے

قوتِ روحی بدل سریان نما چنگ زن بر ذوقِ اربابِ صفا
روح کی قوت دل کی قوت کیساتھ ملا دے صوفیاء کے سامنے چنگ (ایک ساز کا نام) بجا

شهپرِ غم بر دلت محکم به بند عزمِ جازم ده بجانِ مستمند
تیرا دل محکم طور پر غموں کی قید میں ہو جائے گا تیرا ارادہ غمگین جان لینے کا ارادہ ہو

حبس دم کن در لیالی و نهار باش در حفظِ نفس پا استوار
شب و روز حبسِ دم کر (ذکر کا ایک طریقہ جس میں کان، منہ، ناک اور آنکھ بند کر کے کیا جاتا ہے) پھر اپنے نفس کی ہمیشہ نگہداشت کر

شیشه هستی شکن بر سنگِ راز روح را در دل فگن برقِ نیاز
اپنے وجود کو راز کے پتھر پر توڑ ڈال روح کو نیاز مندی کی بجلی کیساتھ دال میں ڈال

در شبستانِ محبت راه کن ماه خواهی ماه را در ماه کن
محبت کی راتوں میں راہ تلاش کر چاندنی میں رہ کر چاندنی کو تلاش کر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مقابلہ عشق با عقل
عشق کا عقل کیساتھ مقابلہ

عقل می گوید که عشقت ابتریست عشق می خندد که این از سر سریست
عقل کہتی ہے کہ تیرا عشق ابتر ہے عشق ہنستا ہے کہ یہ کمینی ہے

عقل می گوید زِ خود اندیشه کن عشق می گوید که مستی پیشه کن
عقل کہتی ہے کہ اپنی حفاظت کر عشق کہتا ہے کہ اپنا پیشہ مستی بنا

عقل هستی را حفاظت می کند عشق می گوید که این ذلت می دهد
عقل وجود کی حفاظت کرتی ہے عشق کہتا ہے کہ وجود ذلیل کرتا ہے

عقل می گوید گران جانی مکن عشق می سوزد که نادانی مکن
عقل کہتی ہے کہ جان پر سختی نہ ڈال عشق جلتا ہے کہ نادانی نہ کر

عقل می گوید که خود را از نیش کن عشق می گوید که خود را پیش کن
عقل کہتی ہے خود کو بچا کے رکھ عشق کہتا ہے کہ خود کو پیش کر

عقل می گوید که بگزر از هوا عشق می گوید که ترکِ خودنما
عقل کہتی ہے خواہش کو چھوڑ دے عشق کہتا ہے کہ خود نمائی ترک کر دے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایت

کسی دوریش کا ایک قصہ

بود شخصے در زمانِ پاستان از گروہِ نیک نام تاجران
گزرے ہوئے وقت میں تاجروں میں سے ایک نیک شخص تھا

در سفر بہرِ تجارت رفتہ بود بر کنارِ بحرِ قلزم شد ودود
ایک سفر میں وہ تجارت کی خاطر نکلا بحرِ قُلزم کے کنارے پر آیا

دید صیادے بساحل صبحگاہ دام افگندہ باموا جِ میاہ
صبح صبح ساحل کے کنارے ایک مچھیرے کو دیکھا اس نے اپنا جال پانی کی موجوں میں بچھایا ہوا تھا

ماہیان را آوردو در دامِ خود دخترک را از طرب در مید ھد
مچھلیوں کو قید کرنے کیلئے اس نے ایک تھیلا اپنی چھوٹی سی بیٹی کو دی ہوئی تھی

دخترک می گیرد از دستِ پدر افگند بازش بدریا سر بسر
وہ لڑکی اپنے باپ کے ہاتھ سے مچھلیاں پکڑ کر دوبارہ دریا میں ڈال رہی تھی

از تعجب رفت پیشِ دخترک گفت اے خورشید تابانِ فلک!
تعجب کی وجہ سے اس لڑکی کے سامنے گیا اور بولا کہ اے آسمان کی چمکتی دمکتی چاند!

در شگفتم من ازین کار شگفت شعلۂ حیرت بدانما گرفت
تیرے اس عجیب کام نے مجھے حیرت میں ڈال دیا میری حیرت کا شعلہ بھڑک اٹھا
میستانی ماھی از دستِ پدر افگنی در بحر پس اورا بتر
تو اپنے باپ سے مچھلیاں پکڑتی ہو پھر انہیں اسی وقت دریا میں ڈال دیتی ہو

محنتش برباد میازی چرا ظلم بر آب کے روا باشد ترا
تواس کی محنت کو کیوں تباہ کر رہی ہے؟ تیرا ظلم تیرے باپ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

گفت خامش اے حریفِ راہِ راز توچہ دانی مسلکِ اهلِ نیاز
اس نے کہا کہ خاموش رہ اے راز کے دشمن! تو نیاز مندوں کا مسلک نہیں جانتا

کارها داریم می ناید بعقل کے توان دانی تو آنها را بنقل
ہم وہ کام کرتے ہیں جو عقل قبول نہیں کرتی تو نقل کیساتھ کیسے انہیں جان سکتا ہے؟

چون گرفتم ماهیان را در دستِ خویش صوتِ غیبی آمد و عقلم پریش
جب مچھلیوں کو میں اپنے ہاتھ میں پکڑا غیب سے آواز آئی اور میری عقل بے خود ہو گئی

کین همه ماهی بشوقِ ناروا غفلتے ورزیده اند از ذکرِ ما
ان مچھلیوں کا ناجائز شوق ہماری یاد سے غافل کر دے گا

هر که از تذکیرِ ما غافل شود دام صیادے گرفتارش کند
جو بھی ہماری یاد سے غافل ہوتا ہے اس شکاری کا جال قید میں لے لیتا ہے

در حضیضِ نامرادی افگنم عضوها از مقرعه خود بشکنم
میں نے مچھلیاں نامرادی کے گڑھے میں ڈال دیں میں نے چھری سے اپنے جسم کے کئی حصہ کاٹ ڈالے

چون بگوشم خورد آوازِ حبیب از غضب مملو واز هیبتِ قریب
جب میں غضب و ہیبت سے بھری آواز محبوب کی سنی
سخت ترسیدم زِ قوتِ لا یموت فهمِ معنیٰ زد بدل مهرِ سکوت
میں دائمی زندگی کی خوراک سے ڈر گئی حقیقت جان کر دل پر خاموشی کی مہر لگادی

کین از مبادا از اثرہائے بطون غفلتے آرند بر روحم فزون

کہیں ایسانہ ہو جائے کہ پیٹوں کی ان مزیداریوں کی وجہ سے میری روح غافل نہ ہو جائے

ہر کہ غافل باشد از یادِ خدا پس نمی زیبد غذائش جسم را

جو بھی اللہ پاک کی یاد سے غافل ہو ااس کو جسم کیلئے خوراک کھانا اچھا نہیں

ہر کہ خود غافل بود غافل کند بارِ نسیانِ نخل دولت آورد

جو خود غافل ہو تا ہے دوسروں کو بھی غافل کرتا ہے وہ ہمیشہ کی بربادی کا سامان اٹھاتا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایت

ایک درویش کا واقعہ

قدوئہ ارباب دانش پیرِ ما بود اندر خانقہ جلوہ نما

ہمارے شیخ داشمندوں کے پیشوا اپنی خانقاہ میں جلوہ فرماتھے

از مریدان داشت نہجِ عشق جوش نالہ اندر سینہ ھا میزد خروش

مریدوں میں سے ایک وہ جس کو عشقِ فروزاں کا کچھ حصہ مل چکا تھا اس کے سینے میں آہ وفغاں اور شور کے غلغلے مچے ہوئے تھے

روح سر مستِ ایاغ کام بود دل بذوق مہر خون آشام بود

اس کی روح سر مستی کے پیالے میں مکمل شرابور تھی کرم نوازیوں کے ذوق میں دل خونِ قوتِ لایموت بنا ہوا تھا

چشمھئِ کوثر چکید از حرفھا ساخت مملو باتکلم ظرفھا

حوضِ کوثر کے چشمے کو اس نے کئی جانبوں سے گھیرا ہوا تھا اس نے کلام کی تاثیر سے کئی برتن بھرے ہوئے تھے

گفت شیخے بود بحر معرفت در کمالات اتم شبلی صفت

معرفت کے سمندر ایک ایسے شیخ نے کہا جو کہ کمالات میں شیخ شبلی کی صفت والا تھا

کرد آھنگِ سفر سوئے حجاز بامریدانِ صفا پرور دراز

اس نے اچانک حجازِ مقدس کی طرف سفر فرمایا راز کو پروان چڑھانے والے مریدوں کیساتھ

کاروان با کاروان میرفت زدد اتفاقاً شد بجائے خود رود

قافے قافلوں کیساتھ جارہے تھے اتفاقاً اپنے بجائے اور آگیا

سبزہ زارِ فرح افزا میچمید نزھتِ فردوس پیشش خطِ کشید

اس بستی کے معزز و کمینے لوگ اکٹھے ہوئے اور شیخ کے سامنے آ کھڑے ہوئے

دفعتاً دیدند و گفتند آہ آہ ھست این خوكِ لعین رویش سیاہ

انہوں نے اچانک دیکھا اور بولے افسوس! افسوس! یہ شیخ لعین سیاہ رو اور خنزیر ہے

خوك را چون شیخ راھی گفتہ اند یاالھی این چہ داھی گفتہ اند

جب انہوں نے شیخ کو خنزیر کہا میں نے کہا اے میرے اللہ پاک! انہوں نے کیا کہہ دیا

العجب! از مرمانِ نکتہ بین خوك را گویند مردِ راہِ دین

ہائے تعجب! ان لوگوں کی نکتہ چینیوں پر کہ بھلا کبھی خنزیر بھی راہِ دین کے مرد ہوئے ہیں

طینتش گردید اعمیٰ وضریر یاتفاوت نیست درزفت دردیر

اس کی مٹی پیدائشی اندھی ہے اور پر نقصان ہے اور اسے شیخ اور دوسرے آدمی کی تمیز نہیں ہے

ھم چنین گفتند باھم مردمان بعد ازین رفتند بر سمتِ مکان

ان لوگوں نے اس طرح کی باتیں اپنے گھروں کی طرف جاتے ہوئے کیں

قافلہ برخواست وراہ خود گرفت شیخ ھم رخت اقامت وزنوشت

قافلہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی راہ لی شیخ بھی کھڑے ہوئے اور چل پڑے

چون صبا سر گرم قطع بحر وبر دامنِ ھمت زدہ اندر کمر

جب خشکی وتری کے ایک حصے کی گرم نے چلنے کی ہمت کی کمر ڑالی

ناگھان بربابِ شھر خوش سواد کاروان ھارا گزارے اوفتاد

شہر کے دروازت پر تمام قافلے والے ڈیرہ جما کر محوِ نیند ہو گئے

از تکالیفِ سفر خستہ بدند ساعتے رحلِ قیام انداختند

سفر کی تکالیف کی وجہ سے وہ خستہ حال ہو چکے تھے کچھ دیر کیلئے انہوں نے آرام کیلئے بستر لگا دیئے

شهریان در شوق دید کاروان آمدند افتان وخیزان وتپان

شہری اس قافلہ کو دیکھنے کیلئے آہستہ آہستہ چلے آئے

کاروان دیدند و گشتند شاد شاد اندرین اثنا نگہ بیرون فتاد

وہ قافلہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اسی اثناء میں ان کی نظر اچانک باہر پڑی

در نظر آمد یکے شیخ شگرف پیر ئسش موھائے سر بنمود برف

انہیں ایک نادر شخصیت نظر آئی جن کے سر کے بال سفید تھے

می چکاند صورتش انوارِ یاد میدماند سینہ اشراق الفواد

یاد الٰہی سے ان کا چہرہ چمک رہا تھا دلوں کو روشن کرنے والے انوار ان کے سینے سے نکل رہے تھے

نورِ عرفان مستنیر از شمعِ ذات عارضش روشن چو روحانی مرات

فیض دینے والا معرفت کا نور اور ذاتِ الٰہیہ کی شمع ان کے سامنے روحانی آئینہ کی طرح چمک رہی تھی

مردم از نظارئہ شیخ فحول اوفتادہ بر زمین عاجز ذلول

شیخ کامل کی دیدار کی مستی میں تمام لوگ زمین پر اس کے سامنے سرنگوں ہوگئے

سجدہا کردند مالیدند رو از نہادِ دل بر آوردند ھُو

انہوں نے سجدے کیے اور اپنے چہروں پر خاک ملی اور دل کے نہاں خانے سے ھو کی آوازیں بلند کیں

قولِ ایشان ما فدائے روئے تو کعبہ را بینیم در ابروئے تو

وہ بولے کہ ہم آپ کے چہرئہ انور پر قربان ہیں ہم کعبہ شریف کو آپ کے ابرو میں دیکھ رہے ہیں

کعبۃ اللہ ھستی و کعبہ روی باش انیجا تا زیارت گہ شوی

کعبۃ اللہ اور سمتِ قبلہ آپ ہی ہو آپ اس جگہ رک جایئے کہ یہ زیارت گاہ بن جائے

ما همه بادی و حاضر بنده ایم سر بزیرِ پائے تو افگنده ایم
ہم سب غائب و موجود آپ کے غلام ہیں آپ کے پائے ناز اپنے سروں پر رکھے ہوئے ہیں

مسئلت بشنید شیخِ مستفاد شد چنین خامش جوابِ شان نداد
شیخِ کامل نے ان کی باتیں سنی اور خاموش ہو گئے کوئی بھی جواب نہ دیا

شیخ را بوده مرید المعی در تفحص موشگاف ولوزعی
شیخِ کامل کا ایک زیرک مرید گہری سوچ و بچار میں تھا

گفت کے سر خیل تنزیہی صفات منکشف کن واردات پر نکات
اس نے عرض کیا کہ اے صفاتِ تنزیہہ کے سر خیل پیچیدگیوں سے بھری ہوئی نہ سمجھ آنے والی بات سے پردہ اٹھائیں

دست پا چه مانده زین مو بمو خوك و کعبه گفتنت بهر چه گو
ان سامنے آنی والے واقعات سے میں ہاتھ پائوں مار رہا ہوں کہ بعض نے آپ کو خنزیر کہا اور بعض نے آپ کو کعبہ کہا اس میں کیا راز ہے؟

نیست نسبتِ خوك را از آدمی کعبه هم دارد تفاوت منجلی
آدمی کو خنزیر سے کچھ نسبت نہیں اور بلا شبہ آدمی کو کعبہ شریف والی بات بھی قابلِ توجہ ہے

زیرِ لب خندید شیخ منتجم گفت میدان از صفا آئینه ام
شیخِ کامل ہلکا سا مسکرائے اور فرمایا کہ میں میدانِ صفا کا آئینہ ہوں

هر که بیند روئے من آید نظر صورت او در مراتم
جو کوئی مجھے دیکھتا ہے اسے ہو بہو اپنی حقیقت نظر آتی ہے

مومن حقم منجل گشته ام از خلابِ آب و گل وارسته ام

میں کوٹ کوٹ کر ایمان سے بھرا ہوا ہوں پانی اور مٹی کے دھوکے سے جان چھڑائے ہوئے ہوں

مومنے کعبہ بہ بیند بالیقین کافرے بیند مرا خوک لعین

بے شک مومن نے مجھے کعبہ مکرمہ دیکھا اور کافر نے مجھے لعین خنزیر دیکھا

ہر کے گردد بسوئے اصل وصل ہر چہ بیند صورتش آید باصل

جو کوئی اپنی اصلیت کی طرف جاتا ہے اسے وہ مل جاتی ہے وہ آئینہ میں جو کچھ دیکھتا ہے اسے وہی کچھ نظر آجاتا ہے

از پلید یہا شود خو کی نژاد زیر کی ورزد وزد باد مراد

خوک کی اصل بیشمار پلید گیاں ہیں عقلمندی یہ ہے بندہ اپنی مراد پالے

محو می باشد اگر در یادِ حق بشنود از گوش خود ارشاد حق

اگر کوئی یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے تو وہ اپنے کانوں سے آوازِ حق سنتا ہے

بگزرد گر از خدا روح ابد ماھیت را قالب خو کی دھد

ایسی روح سے ہمیشہ کنارہ کشی اختیار کر جسے خنزیری قالب ملا ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وسلم

ختم شد مثنوی اسرارِ عشق مصنفہ خاکسار سید ظفر حسن عبرت رضوی بتاریخ دوم مارچ 1951ء تصنیف کردہ 1912ء

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاھرین یہ کتابچہ اپنے ترجمہ کے اختتام کو پہنچا میرا پاک

پروردگار اسے ہر ایک ایک کیلئے مفید ومستفید فرمائے آمین ثم آمین

مترجم

محافظ سگ درگاہِ اہلبیتِ اطہار

عبدالمصطفیٰ محمد اسد بلال قادری عفی عنہ

تاریخ اختتامِ ترجمہ: 6 جولائی 2019ء بمطابق 2 ذی قعد شریف 1440ھ بروز شنبہ

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہ وسلم